تعارف وتبصرہ

نام کتاب: تجلیات قرآن
مصنف : سید جلال الدین عمری
ناشر : مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی-۱۱۰۰۲۵
صفحات : ۵۶۰
قیمت : ۳۰۰ روپیے

تبصرہ نگار : ظفر الاسلام اصلاحی

ہم سب اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ قرآن کریم جملہ انسانوں کی ہدایت کے لیے نازل کیا گیا۔ اس مقصد کی تکمیل کے لیے اس کے معنی ومفہوم کی تشریح و ترجمانی کا سلسلہ زمانہ نزول سے جاری ہے۔ ہر دور میں اہل علم اس کی ہدایات وتعلیمات کی اشاعت اور اس کے علوم و معارف کے خزانہ سے استفادہ کو آسان بنانے کے لیے مختلف طور پر کوشاں رہے ہیں۔ قرآن سے متعلق مختلف زبانوں میں کتب و رسائل کی تصنیف وتالیف اسی کوشش کا ایک اہم حصہ ہے۔ اردو زبان بھی اس قیمتی خزانہ سے مالا مال ہے۔ ممتاز عالم دین و نامور مصنف اور ادارہ تحقیق وتصنیف اسلامی کے صدر مولانا سید جلال الدین عمری صاحب کی تازہ تصنیف ''تجلیات قرآن'' اس میں ایک گراں قدر اضافہ ہے۔ حقیقت یہ کہ قرآن مجید کی نسبت سے جو خدمت بھی انجام دی جائے وہ انتہائی مبارک، مفید و قابل قدر ہے۔ تجلیات رحمت عالم، تجلیات حرمین اور تجلیات مدینہ کے نام سے اردو میں بعض کتابیں دستیاب ہیں لیکن تجلیات قرآن کے عنوان سے میری دانست

میں یہ پہلی کتاب ہے، البتہ ''انوار القرآن'' اور ''انوار قرآن'' کے نام سے دو مختصر کتابیں ملتی ہیں جو بالترتیب جناب محمد ادریس لکھنوی اور پروفیسر نثار احمد فاروقی کی مرتبہ ہیں۔ زیر تعارف کتاب کے مصنف گرامی کی شاید ہی کوئی ایسی کتاب ہو جس میں قرآن وحدیث کا حوالہ نہ ملتا ہو۔ لیکن خاص قرآن کے موضوع پر مولانا محترم کی یہ اولین جامع ومبسوط تالیف ہے۔ اس سے قبل قرآن کے حوالہ سے مولانا کی دو مختصر کتابیں (قرآن مجید کا تصورِ تزکیہ اور قرآن کا نظامِ خاندان) شایع ہوئی ہیں۔

۵۶۰ صفحات پر مشتمل یہ کتاب مختلف اوقات میں قرآن سے متعلق لکھے گئے اور خاص طور سے ماہنامہ زندگی و سہ ماہی تحقیقات اسلامی میں شایع شدہ مضامین و مقالات کا مجموعہ ہے، لیکن یہ اس سلیقہ سے مرتب کیے گئے ہیں کہ یہ عظمت قرآن، تعارف قرآن، اعجاز قرآن، طریقہ مطالعہ قرآن، اصول فہم قرآن، تعلیمات قرآن، اصطلاحات قرآن اور ماہرین قرآن پر قیمتی تحریروں کا ایک مربوط مجموعہ بن گیا ہے۔ اس میں ۲۵ مضامین شامل ہیں اور ہر مضمون ایک باب کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کی ترتیب کا ایک قابل ذکر پہلو یہ بھی ہے کہ تین کے علاوہ ہر باب کے آخر میں اس رسالہ یا مجلّہ کا مکمل حوالہ دیا گیا ہے جہاں یہ تحریر اصلاً شایع ہوئی تھی۔ ان میں سے ۷ زندگی و زندگی نو اور ۱۵ر تحقیقات اسلامی کی زینت بنے ہیں۔ تین کے بارے میں کوئی صراحت نہیں کی گئی ہے۔ مصنف محترم کی وضاحت کے مطابق اس کتاب میں شمولیت سے قبل ان تمام مضامین پر نظر ثانی کی گئی ہے اور بعض میں کافی ترمیم و اضافہ ہوا ہے۔ (تجلیات قرآن، ص ۱۹ر پیش لفظ)۔ یہ کتاب اس لحاظ سے بھی اہم ہے کہ یہ قرآنیات پر مولانا کی تقریباً ۵۷ برس کی تحریروں کا ماحصل ہے۔ اس میں شامل قدیم ترین تحریر اپریل- جولائی ۱۹۵۶ء کی ہے اور زمانی ترتیب کے اعتبار سے آخری مضمون جو اس میں شامل کیا گیا وہ مارچ ۲۰۱۳ء کا مطبوعہ ہے اور حسنِ اتفاق سے دونوں ''زندگی'' کے مشمولات میں سے ہیں۔

اس کتاب کے مشتملات کو موٹے طور پر تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے: قرآنی مقالات، قرآنی اصطلاحات و قرآنی مطالعات۔ ہر حصہ کے تحت متعدد مضامین شامل کیے

گئے ہیں۔ان کے عناوین یہ ہیں: قرآن مجید کی عظمت وفضیلت، اللہ کی کتاب کیسے پڑھی جائے، قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، قرآن مجید کا تعارف، قرآن مجید کا اعجاز، قرآن مجید-ایک معجزہ، قرآن مجید کی اساسی تعلیمات، عقیدہ توحید اور معاشرہ پر اس کے اثرات، قومیں کیوں ہلاک ہوتی ہیں، مکالمہ بین المذاہب، قرآن مجید کا اہل کتاب سے خطاب، اہل کتاب کو اسلام کی دعوت، قرآن مجید میں حکمت کا تصور، قرآن مجید کا تصور تزکیہ، تقویٰ اور اس کی حقیقت، ولذکر اللہ اکبر، ذکر کے طریقے اور اس کے اوقات، انابت الی اللہ، دعوت الی اللہ، شہادت علی الناس، اقامت دین، قلب- خیر وشر کا مرکز، قرآن مجید کے ماہر صحابہ کرام، مولانا فراہی کا طریقہ تفسیر، تیسیر القرآن کا مطالعہ۔ کتاب کے ان مباحث سے قرآن کریم کی عظمت، اس کا مقام ومرتبہ اور اس کی وجہ اعجاز واضح ہوتی ہے، اس کی اساسی تعلیمات اور ان کے اثرات اور قربت الٰہی کے حصول کے لیے قرآن کے مقررہ طریقوں کا علم ہوتا ہے، رجوع الی اللہ اور اصلاحِ احوال کا قرآنی منہج سامنے آتا ہے۔ فرماں بردار بندوں اور نافرمانوں کے باب میں اللہ کی کیا سنت رہی ہے، قرآن نے اہل کتاب کو کس انداز میں دعوتِ دین دی ہے اور موجودہ دور میں ان سے مکالمہ کے لیے کیا طریقہ کار اختیار کیا جائے، دعوت الی اللہ کا مفہوم کیا ہے، داعی دین کے مطلوبہ اوصاف کیا ہیں، کون سے صحابہ کرام تفسیر قرآن میں زیادہ ممتاز ہوئے، انھوں نے اس کے لیے کیا منہج اختیار کیا، جدید دور کے بعض ممتاز علماء قرآن کا کیا مخصوص تفسیری منہج رہا ہے، ان تمام مسائل پر بھی اس کتاب میں نہایت شرح وبسط کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔

ان موضوعات پر مطالعہ وتحقیق کے لیے مولانا نے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ ان کے مخصوص اسلوبِ نگارش ومنہجِ تصنیف کا غماز ہے اور وہ ہے قرآن وحدیث سے اپنے نتائج فکر کو مستحکم کرنا اور دیگر مآخذ سے اقتباسات یا حوالے مزید تائید میں پیش کرنا اور اپنی بات کو مزید واضح کرنے کے لیے حسب ضرورت عقلی دلائل کا سہارا لینا۔ کسی موضوع پر متعلقہ آیات کی تشریح وتوضیح کے ساتھ جابجا برمحل احادیث نقل کی گئی ہیں اور ان کی دلنشیں تشریح بھی کی گئی ہے۔ آیات کی روشنی میں کسی بات کو واضح کرتے ہوئے معروف مفسرین

کی آراء بھی پیش کی گئی ہیں۔ ان آیات یا اصطلاحات قرآن کے ضمن میں جن کی ترجمانی میں مفسرین کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے ان کی آراء نقل کرنے کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ قرآنی الفاظ یا اصطلاحات کے مفہوم کی تعیین میں اہل لغت کی تشریحات سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ خاص بات یہ کہ کتبِ تفسیر، حدیث، لغات و دیگر مآخذ کے بیانات و اقتباسات مکمل حوالوں کے ساتھ نقل کیے گئے ہیں۔ اس طریقِ تالیف سے کتاب کا پایۂ استناد اور بڑھ گیا ہے۔ ان باتوں کو ایک مثال سے واضح کیا جاسکتا ہے۔ اس کتاب کا ایک باب ہے ''قرآن مجید میں حکمت کا تصور'' (ص ۲۴۵-۲۷۴)۔ مصنف گرامی نے حکمت کے وسیع تصور کو واضح کرتے ہوئے یہ بیان کیا ہے کہ علم حکمت ہے، اصول دین و اخلاقیات کا نام حکمت ہے، صحیح و غلط میں فرق کرنے کی صلاحیت حکمت ہے، دین کی روح کو پالینا حکمت ہے، دین کی صحیح سمجھ یا تفقہ فی الدین حکمت ہے، قرآن بجائے خود حکمت ہے، احکام الٰہی کی ماہیت و معنویت کا ادراک حکمت ہے، سنت رسول ﷺ حکمت ہے، ان تمام تصورات کو بنیادی طور پر قرآنی آیات کے حوالہ سے واضح کیا گیا ہے اور احادیث سے بھی استشہاد کیا گیا ہے۔ مختلف معانی کی تعیین میں مشہور لغات کے حوالہ سے اہل لغت کی تحقیقات پیش کی گئی ہیں، لفظ حکمت کی تشریح میں متعدد مفسرین کی آراء نقل کی گئی ہیں اور قرآنی اصطلاحات پر تحقیق کرنے والوں کی تحریروں سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ اگر مذکورہ بالا مفاہیم میں سے کسی مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے کسی محقق کی رائے سے اختلاف ظاہر کیا ہے تو اس محقق نے اپنے موقف کی تائید میں جو دلائل پیش کیے ہیں مصنفِ محترم نے پہلے ان کا ذکر کیا ہے اور پھر کن وجوہ سے ان سے اختلاف کیا ہے ان کی بھی صراحت کردی ہے۔ اس تمام بحث میں مختلف النوع مآخذ سے استفادہ کا کس درجہ اہتمام کیا گیا ہے اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آیاتِ قرآنی کی تشریح و ترجمانی کے علاوہ کتب حدیث میں صحیح بخاری، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، مسند احمد بن حنبل، تفاسیر میں تفسیر طبری، تفسیر کشاف، تفسیر ابن کثیر، تفسیر رازی، تفسیر جلالین، معالم التنزیل، تفسر خازن و تفسیر منار، اصول حدیث میں النہایہ فی غریب الحدیث والاثر، اسماء الرجال

میں الاکمال فی اسماء الرجال، کتب اصطلاحات قرآنی میں امام راغب کی المفردات فی غریب القرآن اور مولانا فراہی کی مفردات القرآن، لغات میں لسان العرب، صحاح جوہری، القاموس المحیط اور جمہرۃ اللغۃ کا حوالہ ملتا ہے۔ ان کتب سے مراجعت کے سلسلہ میں دوسری خاص بات یہ کہ ان کی متعلقہ عبارت کی صرف اردو ترجمانی نہیں پیش کی گئی ہے بلکہ بیشتر مقامات پر اصل عربی عبارت کے ساتھ اس کا اردو ترجمہ بھی درج کیا گیا ہے۔

جہاں تک کتاب کے مباحث کا تعلق ہے جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے نزول قرآن کے مقاصد، فہم قرآن کے اصول اور قرآن کی بنیادی تعلیمات اور اس کے مطالبات سمجھنے کے لیے یہ بہت اہم و مفید ہیں لیکن ناچیز کی رائے میں وہ مضامین زیادہ اہمیت کے حامل ہیں جو تیسرے حصہ میں قرآنی اصطلاحات کے تحت مرتب کیے گئے ہیں، ان میں یہ مضامین شامل ہیں: قرآن مجید میں حکمت کا تصور، قرآن مجید کا تصور تزکیہ، تقویٰ اور اس کی حقیقت، ذکر الٰہی و اس کے طریقے، انابت الی اللہ، دعوت الی اللہ، شہادت علی الناس، اقامت دین، قلب- خیر و شر کا مرکز۔ اس حصہ کو قرآنی اصطلاحات کے بجائے قرآنی تصورات یا افکار کا نام دیا جاتا تو زیادہ بہتر ہوتا۔ حقیقت یہ کہ یہ مضامین انفرادی زندگی کی اصلاح اور اجتماعی و ملی زندگی کی تعمیر دونوں کے لیے قرآنی رہنمائی کا بہت ہی قیمتی مواد فراہم کرتے ہیں۔ ان میں ان کیفیات یا اعمال سے بحث کی گئی ہے جو قرآنی منہج پر فکر و عمل کی تشکیل یا اصلاح کے لیے کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ دوسرے یہ اس نکتہ کی طرف بھی توجہ دلا رہے ہیں کہ قرآن کی نظر میں ایک مومن کے لیے صرف یہ ضروری نہیں کہ وہ قرآن و سنت کے مطابق اپنی زندگی کو صحیح رخ پر ڈال دے بلکہ اس سے یہ بھی مطلوب ہے کہ وہ دوسروں کی اصلاح کے لیے بھی کوشش کرے یعنی دعوتِ دین کا فریضہ انجام دے۔

نزول قرآن کی غرض و غایت پر روشنی ڈالتے ہوئے مصنفِ محترم نے بجا فرمایا ہے کہ نزول قرآن کا بنیادی مقصد انسان کی ہدایت ہے۔ دوسرے یہ کہ قرآن کا ایک متعین موضوع ہے اور وہ ہے انسان کو فکر و عمل کی کجی سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی راہ دکھائی جائے۔ (تجلیات قرآن، ص ٦٦، ٨٢-٨٣)۔ یہ حقیقت اس آیت سے بخوبی واضح ہوتی ہے:

الٓرا کِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَیْکَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَی
النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَی صِرَاطِ الْعَزِیزِ الْحَمِیدِ۔ (ابراہیم/۱)
(الرا یہ ایک کتاب ہے جو ہم نے تم پر نازل کی ہے تاکہ تم لوگوں کو
تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں پہنچاؤ ان کے رب کی توفیق سے)

اس اعتبار سے دیکھا جائے تو مذکورہ بالا مضامین نزول قرآن کے مقصد کی تکمیل کے بنیادی ذرائع کی نشان دہی کرتے ہیں اور بڑے موثر انداز میں فکر وعمل کی اصلاح کی دعوت دیتے ہیں۔

کتاب میں زیر بحث تمام موضوعات میں سب سے زیادہ تفصیلی بحث تقویٰ سے متعلق ملتی ہے جو تقریباً پچاس صفحات میں پھیلی ہوئی ہے۔ اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ تقویٰ تمام نیکیوں کی جڑ اور جملہ عبادات کی روح ہے۔ یہ نیکی کے لیے زبردست محرک اور برائی کی طرف بڑھنے والے قدم کو روکنے والا ہے۔ مختصر لفظوں میں تقویٰ زندگی کے سفر کے لیے بہترین توشہ ہے۔ خود مصنف گرامی کی تعبیر کے مطابق تقویٰ ایمان کی اعلیٰ ترین کیفیت ہے۔ تقویٰ سے ہدایت کی راہ کھلتی ہے۔ تقویٰ عبادت واطاعت کی روح ہے، تقویٰ سے اللہ کی نگاہ میں اعمال کی قدر و قیمت متعین ہوتی ہے اور اس وصف سے قرب الٰہی نصیب ہوتی ہے (تجلیات قرآن، ص ۲۹۶، ۲۹۹، ۳۰۱)۔ تقویٰ کی کیفیت جیسا کہ مولانا نے واضح فرمایا ہے اللہ کی ذات وصفات کی معرفت، کائنات میں انسان کے اپنے صحیح مقام کی پہچان، اللہ رب العزت کے سامنے جوابدہی کی فکر اور آخرت میں گرفت کے احساس سے پیدا ہوتی ہے۔ بلاشبہ اس کیفیت کے پرورش پانے کی اصل جگہ دل ہے اور مولانا نے اپنی بحث میں سب سے پہلے اسی حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ دیگر اور بعض کیفیات وصفات کا تعلق بھی دل سے ہے، لیکن قرآن وحدیث میں تقویٰ کا دل سے تعلق جتنے واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے وہ کسی اور صفت کے ضمن میں نہیں ملتا، قرآن کریم میں شعائرِ الٰہی کی تعظیم کا ذکر ہوا تو صاف فرمایا گیا کہ یہ دل کے تقویٰ کے اثر سے ہوتا ہے (ذَلِکَ وَمَن یُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَی الْقُلُوبِ / الحج: ۳۲)۔ ایک دفعہ نبی

کریم ﷺ نے صحابہ کی مجلس میں تقویٰ کے ذکر کے ضمن میں تین بار سینہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: التقویٰ ھٰھنا، التقویٰ ھٰھنا (صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ و الآداب، باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ و احتقارہ ودمہ و عرضہ ومالہ)۔ یعنی تقویٰ کا اصل مقام دل ہے۔ مزید براں تقویٰ کے صحیح تصور پر روشنی ڈالتے ہوئے مولانا نے بڑے پر اثر انداز میں بعض لوگوں کے اس غلط تصور کی اصلاح کی ہے کہ تقویٰ گوشہ نشینی، ترک دینا، خانگی وسماجی ذمہ داریوں سے بے تعلقی کا نام ہے۔ خود ان کے الفاظ میں: ''تقویٰ زندگی سے فرار نہیں عین کارزار حیات میں اللہ تعالیٰ کی مرضی پورا کرنے کا نام ہے، یہ معاشرہ سے انسان کو کاٹتا نہیں جوڑتا ہے، یہ حقوق سے فرار نہیں ان کے ادا کرنے کا طریقہ سکھاتا ہے۔ یہ ذمہ داریوں سے دامن کشی نہیں حدود شریعت کی پوری پابندی کے ساتھ ان کی بجا آوری کی تعلیم دیتا ہے (تجلیات قرآن، ص۳۰۵-۳۰۶)۔

کتاب کے آخری حصہ میں صحابہ کرامؓ میں ماہرینِ قرآن اور تفسیر سے ان کے گہرے شغف کا تذکرہ ہے۔ بیسویں صدی کے نامور مفسر مولانا حمید الدین فراہیؒ کے طریقہ تفسیر پر روشنی ڈالی گئی ہے اور ممتاز عالم دین اور مشہور مصنف مولانا صدرالدین اصلاحیؒ کی تفسیر تیسیر القرآن کا تعارف پیش کیا گیا ہے جو سورہ فاتحہ و بقرہ کی تفسیر پر مشتمل ہے، صحابہ کرامؓ میں علم قرآن کے ماہرین کا ذکر کرتے ہوئے مصنف گرامی نے ایک اہم نکتہ کی طرف توجہ دلائی ہے اور وہ یہ کہ علم کے کسی شعبہ یا میدان میں اختصاص (Specalization) کو جدید دور کی دَین سمجھا جاتا ہے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ روایت اسلامی تاریخ کے بالکل اولین دور میں قائم ہو چکی تھی۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خود صحابہ میں علم قرآن کے متخصصین کی نشان دہی فرمائی اور لوگوں کو ان سے رجوع کرنے کی نصیحت فرمائی (تجلیات قرآن، ص۴۷۷-۴۷۹)، اسی طرح صحابہ میں دوسرے علوم کے متخصصین کا ذکر بھی سیر و رجال کی کتابوں میں ملتا ہے۔ مولانا فراہی کے طریقہ تفسیر پر بحث میں مولانا کے مخصوص منہج تفسیر نظم قرآن پر روشنی ڈالی گئی ہے اور اسے ان کی انفرادیت سے تعبیر کیا گیا ہے کہ انھوں نے نظم قرآن کو باقاعدہ

ایک فکر یا فلسفہ کی شکل عطا کی اور مختلف سورتوں کی تفسیر اس طرح مرتب کی ہے کہ ہر سورہ کا تعلق ماقبل و مابعد کی سورہ سے اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے اور خود اس سورہ کی تمام آیتیں مضمون کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مربوط نظر آتی ہیں اور اس کے مرکزی مضمون یا عمود سے کوئی نہ کوئی تعلق ضرور رکھتی ہیں۔ دوسرے محترم صاحبِ کتاب نے اس پہلو پر بھی خاص زور دیا ہے کہ مولانا فراہی قدیم مفسرین کے تفسیری اقوال کو من وعن قبول نہیں کرتے بلکہ انھیں ایک جوہری کی طرح پرکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور جس قول کو قرآن کے الفاظ اور اس کے سیاق وسباق سے قریب پاتے ہیں اسے اختیار کرتے ہیں۔

مولانا صدرالدین اصلاحی مرحوم کی نامکمل تفسیر تیسیر القرآن کے تعارفی وتجزیاتی مطالعہ میں مولانا نے اس کی خصوصیات واضح کرتے ہوئے یہ تحریر فرمایا ہے کہ یہ تفسیر غیر مسلم ذہن کو سامنے رکھ کر لکھی گئی، دوسرے یہ فراہی منہج تفسیر کے مطابق اولین اردو تفسیر ہے جو پہلے قسط وار ماہنامہ زندگی میں ۱۹۵۰ تا ۱۹۵۳ء کے شماروں میں شایع ہوئی، اردو میں فکر فراہی کی سب سے اہم نمائندہ تفسیر ''تدبر قرآن'' کی تالیف اس کے کافی عرصہ بعد شروع ہوئی (اس کا اولین ایڈیشن ۱۹۷۹ء میں منظر عام پر آیا)۔ تیسرے تیسیر القرآن کا ایک خاص وصف یہ بھی ہے کہ یہ فکر فراہی وفکر مودودی کا حسین امتزاج پیش کرتی ہے، چوتھے اس کی زبان و بیان میں بڑی شگفتگی پائی جاتی ہے اور انداز بحث عقلی و استدلالی ہے۔ پانچویں یہ کہ قرآن کریم کی تعلیمات پر جو اعتراضات کیے جاتے ہیں، اس تفسیر میں انھیں رفع کرنے کی نہایت عمدہ کوشش کی گئی ہے، تیسیر القرآن پر مولانا کی یہ تحریر اصلاً اس کے مقدمہ کے طور پر شایع ہوئی تھی، بعد میں مجلّہ تحقیقات اسلامی (۲/۲۵، اپریل-جون، ۲۰۰۶ء، ص ۵-۳۶) میں بھی اسے نقل کیا گیا۔ ''تیسیر القرآن'' کو مولانا صاحب تفسیر کے صاحب زادے ڈاکٹر رضوان احمد فلاحی نے مرتب ومدون کیا ہے اور یہ مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز (نئی دہلی) سے ۲۰۰۶ء میں شایع ہوئی ہے۔ اس مقدمہ پر نظر ثانی کے وقت اس تفسیر کی تفصیلاتِ اشاعت کا ذکر کہیں آ گیا ہوتا تو بہتر ہوتا۔

آخر میں اس حقیقت کی طرف اشارہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب

کے مشتملات سے قارئین کے لیے جو سب سے اہم پیغام ملتا ہے وہ یہ کہ وہ قرآن کریم کو زندگی کے ہر معاملہ میں رہنما بنائیں، اس کی ہدایات پر پوری طرح عمل کریں اور اس کی تعلیمات کے مطابق شب و روز گزاریں۔ یہی ایمان بالقرآن کا تقاضا ہے، اسی سے اس کتابِ ہدایت و رحمت کی فیوض و برکات نصیب ہوں گی اور یہی ہمارے لیے ذریعہ نجات ہے۔ واقعہ یہ کہ ہر مومن کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کا تعلق مضبوط ہو جائے، اسے قربت الٰہی نصیب ہو اور وہ اللہ والا ہو جائے۔ مولانا نے اس کتاب میں ایک مقام پر ایک حدیث کے حوالہ سے یہ واضح کیا ہے کہ اللہ والوں کی پہچان صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ ''قرآن کا جلوہ ان میں دکھائی دیتا ہے''۔ وہ اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''اہل اللہ کی پہچان نہ تو کوئی خاص لباس ہے اور نہ کوئی خاص غذا، بلکہ ان کی پہچان یہ ہے کہ وہ اللہ کی کتاب کو حَکَم بناتے ہیں، ان کا ہر کام کتاب اللہ کی روشنی میں انجام پاتا ہے، وہ اپنے آپ کو قرآن کے نقشہ میں اس طرح فٹ کر لیتے ہیں کہ ان کی زندگی پر ہر طرف سے قرآن کی حکومت قایم ہو جاتی ہے'' (تجلیات قرآن، ص ۳۶)۔

اس کتاب کے مطالعہ سے قبل میں نے ایک رسالہ کے لیے ایک مختصر مضمون اس عنوان سے لکھا تھا کہ قرآن کتابِ عمل ہے، تجلیات قرآن کو پڑھنے کے بعد یہ خیال اور زیادہ قوی ہو گیا۔ اس لیے کہ مصنف گرامی نے اس میں مختلف مقامات پر قرآن مجید کے عملی تقاضے کو بڑے موثر انداز میں واضح کیا ہے۔ دوسرے اس کتاب کے مطالعہ کے دوران اپنے شعبہ کی لائبریری میں تجلیات قرآن یا اس سے ملتے جلتے نام کی کتابیں تلاش کیں تو ایک مختصر کتاب انوار القرآن کے نام سے ملی جو محمد ادریس لکھنوی کی مرتبہ ہے اور اس پر مشہور عالم دین مولانا محمد یوسف اصلاحی کا مقدمہ ہے۔ اسے پڑھتے ہوئے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ قرآن مجید کے اوصاف میں مولانا نے اس پہلو کو نمایاں کیا ہے کہ یہ کتابِ عمل ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں: ''قرآن دراصل عمل کی ایک کتاب ہے، ہدایات کا ایک مجموعہ ہے اور مومنانہ زندگی گزارنے کا ایک لائحۂ عمل ہے۔ نہ صرف انفرادی زندگی کا ایک لائحۂ عمل ہے بلکہ اجتماعی زندگی گزارنے کے لیے بھی ایک مکمل ضابطہ اور منظم اسکیم ہے''

(محمد ادریس لکھنوی، انوار القرآن، مکتبہ ذکریٰ، رامپور، ۱۹۷۹ء، ص ۱۴)۔

مختصر یہ کہ ''تجلیات قرآن'' میں قرآن کے حوالہ سے جو پیغامِ فکر وعمل ملتا ہے وہ بہت قیمتی اور اس کے مشتملات کی روح ہے۔ اس کتاب میں فاضل مصنف نے فکر وعمل کی یہ دعوت جگہ جگہ بڑے اچھے انداز اور موثر اسلوب میں دی ہے۔ اس کی ایک جھلک ان الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں:

''اللہ کی کتاب کے پاس آپ طالب ہدایت بن کر جایئے۔ آپ اس کی ایک ایک آیت اور ایک ایک لفظ سے پوچھیے کہ وہ آپ سے کیا چاہتی ہے اور اس کا جو بھی مطالبہ ہو اسے پورا کرنے کے لیے کھڑے ہو جایئے۔ آپ صحیح وغلط کا پیمانہ صرف کتاب اللہ کو بنایئے اور ہر خیال کو ذہن سے کھرچ کر پھینک دیجیے جو اس کے خلاف ہو۔ آپ اپنی ذات کو پوری طرح اللہ کے حوالہ کر دیجیے اور اس کے ہر فیصلہ کے سامنے خواہ وہ آپ پر شاق ہی کیوں نہ گزر رہا ہو جھک جایئے۔ اگر آپ کے اندر اصلاح کی سچی تڑپ ہے تو اللہ کی کتاب قدم قدم پر حق و باطل کی نشان دہی کرے گی اور آپکو اس کے ایک ایک لفظ سے ہدایت ملے گی، لیکن اگر آپ اپنی اصلاح کے لیے آمادہ نہیں ہیں تو وہ آپ کو فائدہ پہنچانے سے انکار کر دے گی۔ اللہ کی کتاب اس تک پہنچنے کی راہ بتاتی ہے، جو شخص خلوص کے ساتھ اس راہ پر بڑھنا چاہے اس پر اس راہ کے نشیب وفراز کھلتے ہیں'' (تجلیات قرآن، ص ۶۱)۔

درحقیقت یہ کتاب اس آیت کے مطالبات بار بار یاد دلاتی ہے:

وَهَـٰذَا كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (الانعام ۱۵۵)۔

(اور یہ کتاب ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے سراپا خیر وبرکت ہے۔ پس اس کی پیروی کرو اور تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے)

اللہ تعالیٰ ہم سب کا تعلق قرآن وسنت سے مضبوط فرمائے اور ہمیں راہ حق پر چلنے کی توفیق عنایت کرے۔ اللھم وفقنا بما تحب و ترضی۔